101856 ـ اقامت کہنے سے قبل یا بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم

سوال

جب مسجد میں نماز کے لیے اقامت ہو رہی ہو تو مجھے کیا کہنا چاہیے، اور کیا یہ موقع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے مواقع میں شامل ہوتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اذان اور اقامت کے باب میں دو مسئلے بہت اہم ہیں ان کا بیان کرنا اور ان میں فرق کرنا بہت ضروری ہے:

پہلا مسئلہ:

کیا اقامت کہنے والے شخص کے لیے اقامت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے ؟

بعض متاخرین فقہاء شافعیہ کا قول ہے، اور اسے زین الدین بن عبدالعزیز المليباری متوفی (978ھ) نے اپنی کتاب " فتح المعین " میں اسے ذکر کیا اور شرح الوسیط میں امام نووی کی طرف منسوب کیا ہے.

اور اعانۃ الطالبین میں سید بکری دمیاطی المتوفی (1302 ھ) کا قول ہے:

" اذان اور اقامت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مسنون ہے " انتہی

دیکھیں: اعانۃ الطالبین (1 / 280).

لیکن فقہاء شافعیہ میں سے شیخ علی الشبراملسی متوفی (1078 ھ) نے نہایۃ المحتاج کے حاشیہ میں بعض فقہاء شافعیہ سے نقل کرتے ہوئے اس قول کو امام نووی کی طرف نسبت کی نفی کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ سرح الوسیط میں لکھنے میں غلطی ہوئی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اقامت کے بعد کے الفاظ ہیں نہ کہ اقامت سے قبل " انتہی

نہایۃ المحتاج (1 / 432).

اس قول کا استدلال ممکن ہے معجم الاوسط للطبرانی کی درج ذیل حدیث کیا گیا ہو:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بلال رضی اللہ تعالی عنہ نماز کے لیے اقامت کہنا چاہتے تو

السلام عليك ايها النبی و رحمة الله و بركاته، الصلاة رحمك الله كے الفاظ كہتے "

ليكن اس كی سند ميں ايك راوی جس كا نام عبد الله بن محمد بن المغيرة بہت ہی زيادہ ضعيف راوی ہے جو منكرات اور موضوعات روايات كرتا ہے، لسان الميزان ميں اس كے حالات كے متعلق لكھا ہے:

ابو حاتم كہتے ہيں ليس بقوی يہ قوی نہيں، اور ابن يونس نے اسے منكر الحديث كہا ہے، اور ابن عدی كہتے ہيں اس كی عام مرويات كی متابعت نہيں كی جائيگی، امام نسائی كہتے ہيں اس نے ثوری اور مالك بن مغول سے ايسی احاديث روايت كی ہيں وہ دونوں اس لائق تھے كہ وہ يہ احاديث بيان نہ كريں، اور العقيلی نے اسے ضعفاء ميں ذكر كيا اور كہا ہے يہ ايسی احاديث بيان كرتا ہے جس كی اصل نہيں ہيں " انتہی

ديكھيں: لسان الميزان (3 / 332).

اس ليے شيخ البانی رحمہ الله نے اس حديث پر كذبب اور موضوع ہونے كا حكم لگايا ہے ديكھيں: السلسة الاحاديث الضعيفة والموضوعة (891).

پھر علامہ البانی رحمہ الله كہتے ہيں:

" يہ حديث اس بدعت كی اصل اصيل ہے جو ہم نے شمالی علاقوں حلب اور ادلب وغيرہ ميں ديكھی وہ بدعت يہ ہے كہ اقامت سے قبل بلند آواز سے نبی كريم صلی الله عليہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھی جاتی ہے اور يہ بھی دوسری بدعات كی طرح ہی ہے جو اذان كے بعد بلند آواز سے كی جاتی ہيں اور محقق علماء كرام اس كے بدعت ہونے كو بيان بھی كر چكے ہيں.

اگر تسليم كر ليا جائے كہ يہ حديث صحيح ہے تو حديث سے ظاہر يہ ہوتا ہے كہ نبی كريم صلی الله عليہ وسلم اپنے حجرہ شريف ميں ہوتے اور بلال رضی الله تعالی عنہ نبی كريم صلی الله عليہ وسلم كو بتانے كے ليے جاتے كہ وہ اقامت كہنا چاہتے ہيں تا كہ نبی كريم صلی الله عليہ وسلم نماز كے ليے تشريف لائيں، يا پھر نبی كريم صلی الله عليہ وسلم اقامت كی آواز نہيں سنتے تھے تو بلال رضی الله تعالی عنہ آپ كو خبر ديتے تھے " انتہی

تو صحيح يہ ہے كہ اقامت سے قبل نبی كريم صلی الله عليہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب نہيں جيسا كہ لوگوں كی عادت بن چكی ہے، كيونكہ نہ تو يہ نبی كريم صلی الله عليہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ كرام سے اس كا ثبوت ملتا ہے، اور سنت كی بجائے يہ بدعت كے زيادہ قريب ہے.

اور محقق شافعيہ نے بھی اس كا انكار كيا ہے:

ابن حجر الهيتمی رحمہ الله سے دريافت كيا گيا:

کیا امام احمد رحمہ اللہ نے اقامت کے شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب بیان کیا ہے ؟

ابن حجر کا جواب تھا:

" میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا جو اقامت کی ابتدا میں درود کو مندوب قرار دیتا ہو، بلکہ ہمارے آئمہ نے جو بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ درود و سلام اذان کی طرح اقامت کے بعد مسنون ہے، اور پھر اس کے بعد اللهم رب هذه الدعوة التامة مکمل دعا پڑھنا .... (پھر انہوں نے حسن بصری وغیرہ سے سابقہ آثار ذکر کیے ہیں) " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الفقهية الكبرى (1 / 129).

اور ایك مقام پر کہتے ہیں:

" ہم ان احادیث میں اذان سے قبل اور نہ ہی محمد رسول اللہ کے بعد درود پڑھنے کے متعلق کچھ نہیں پاتے، اور ہماری رائے کے مطابق ہمارے آئمہ کی کلام میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا، تو پھر ان دونوں مذکور جگہوں میں جس نے بھی اس مخصوص جگہ درود پڑھنے کو سنت سمجھ کر عمل کیا اسے ایسا کرنے سے منع کیا جائیگا؛ کیونکہ یہ بغیر کسی دلیل کے مشروع کیا جا رہا ہے، اور جو شخص بغیر کسی دلیل کےکوئی عمل مشروع قرار دے اسے ایسا کرنے سے ڈانٹا اور منع کیا جائیگا " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الفقهية الكبرى (1 / 131).

اس مسئلہ کے متعلق مزید آپ سوال نمبر (22646) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

دوسرا مسئلہ:

کیا اقامت کہنے اور سننے والے شخص کے لیے اقامت کے بعد درود پڑھنا مستحب ہے ؟

جمہور اہل علم عبد اللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کی درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں:

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی اسی طرح کہو اور پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم میرے لیے اللہ تعالی سے وسیلہ

طلب کرو کیونکہ یہ وسیلہ جنت میں ایسا مقام اور مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایك بندے کو ملے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں، جس نے بھی میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہو گئی "

صحیح مسلم حدیث نمبر (384).

فتح الباری میں ابن رجب کا قول ہے:

" قولہ: " جب تم مؤذن کو سنو " اس میں اذان اور اقامت دونوں شامل ہیں؛ کیونکہ یہ دونوں ہی اذان کے لیے نداء اور بلاوا ہیں جو مؤذن کی جانب سے صادر ہوتی ہیں " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (3 / 457).

ان کا کہنا ہے بعض صحابہ اور تابعین کے صریح قول میں بھی یہ وارد ہوا ہے:

ابن سنی نے " عمل الیوم و اللیلۃ " میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

" جب مؤذن اقامت کہتا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و ھذہ الصلاۃ القائمۃ صلی اللہ علی محمد و آتہ سؤلہ یوم القیامۃ کے الفاظ کہتے تھے "

دیکھیں: عمل الیوم و اللیلۃ حدیث نمبر (105).

اور مصنف عبد الرزاق میں ایوب اور جابر جعفی سے مروی ہے وہ دونوں کہتے ہیں:

" جس نے اقامت کے وقت " اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلاۃ القائمۃ اعط سیدنا محمد الوسیلۃ و ارفع لہ الدرجات کے الفاظ کہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے لیے شفاعت ثابت ہو گئی "

دیکھیں: مصنف عبد الرزاق (1 / 496).

اور الدینوری نے " المجالسۃ و جواھر العلم " میں یوسف بن اسباط سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب اقامت کہی جائے اور مسلمان " اللھم رب ھذہ الدعوۃ المستمعۃ المستجاب لھا صلی علی محمد و علی آل محمد و زوجنا من الحور العین " کے الفاظ نہ کہے تو حوریں کہتی ہیں: یہ ہمارے بارہ میں زہد رکھتا ہے " انتہی

دیکھیں: المجالسۃ و جواھر العلم (60).

اسی لیے ابن قیم رحمہ اللہ نے " جلاء الافھام " میں فصل باندھتے ہوئےکہا ہے:

چھٹی جگہ جہاں درود پڑھا جائیگا وہ مؤذن کا جواب دینے کے بعد اور اقامت کے وقت ہے، پھر انہوں نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث اور بعض سابقہ آثار ذکر کیے ہیں، اور حسن بصری تك اپنی سند کے ساتھ حسن بن عرفہ کی روایت بھی ذکر کی ہے کہتے ہیں:

" جب مؤذن " قد قامت الصلاۃ " کہے تو وہ جواب میں اللهم رب هذه الدعوة الصادقة و الصلاة القائمة، صلى على محمد عبدك و رسولك و ابلغه درجة الوسيلة فى الجنة " کہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت میں داخل ہو گا "

دیکھیں: جلاء الافھام (372 - 373).

اور ابن ابی شیبہ نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ میں حکم اور حسن بصری سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبہ (7 / 124).

اور مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" سنت یہ ہے کہ اقامت سننے والا بھی اسی طرح کہے جس طرح اقامت کہنے والا کہہ رہا ہے؛ کیونکہ یہ دوسری ندا اور اذان ہے لہذا اس کا بھی جواب اسی طرح ہو گا جس طرح اذان کا جواب دیا جاتا ہے، اور سننے والا اقامت کہنے والے کے قول: حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہے گا، اور قد قامت الصلاۃ کی جگہ پر بھی اسی طرح قد قامت الصلاۃ ہی کہےگا، اور اقامھا اللہ و ادامھا کے الفاظ نہیں کہے گا کیونکہ جس حدیث میں یہ الفاظ وارد ہیں وہ ضعیف ہے بلکہ صحیح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ:

جس طرح مؤذن کہے تم بھی اسی طرح کہو"

اور یہ اذان اور اقامت کے لیے عام ہے؛ کیونکہ دونوں کو اذان کہا جاتا ہے.

پھر اقامت میں لا الہ اللہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے: اللهم رب هذه الدعوة التامة و الصلاة القائمة .... الخ جس طرح اذان کے بعد پڑھی جاتی ہے.

ہمارے علم کے مطابق تو اس کے علاوہ اقامت اور نماز کی تکبیر تحریمہ کے مابین کوئی اور دعا کرنا مشروع نہیں " انتہی

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (6 / 89 - 90).

اور مجموع فتاوی ابن باز میں درج ہے:

" اذان یا اقامت کی دعا سے فارغ ہونے کے بعد مجھے تو کچھ یاد نہیں جو کہنا چاہیے، صرف اتنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لیے یہ مشروع کیا ہے کہ وہ مؤذن کی اذان اور اقامت کا جواب دیں، اور اذان اور اقامت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

" اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته " اسے بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کیا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (10 / 347).

مزید تفصیل کے لیے آپ مغنی المحتاج (1 / 329) اور حاشیۃ الجمل (1 / 309) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (6 / 14) اور الثمر المستطاب (214 ـ 215) کا مطالعہ کریں.

دوسرا قول: اقامت کہنے والے کا جواب دینا مستحب نہیں بعض احناف کا بالجزم یہی قول ہے، اور بعض مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں.

دیکھیں: رد المختار (2 / 71).

الشیخ رزوق کہتے ہیں:

" اقامت کا جواب نہ دے " اھـ

دیکھیں: مواھب الجلیل (2 / 132).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ بھی اسے اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" اقامت کا جواب دینے کے متعلق ابو داود نے ايك حديث روايت كي ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اس سے حجت قائم نہیں ہو سکتی، راجح یہی ہے کہ اقامت کی متابعت یعنی جواب نہیں ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (1/ 318) اور الشرح الممتع (1 / 318) طبع مصریہ.

اور حدیث " ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے " میں اقامت کو غالب اعتبار سے اذان کہا گیا ہے، ہمیں کہیں بھی نہیں ملا کہ اکیلا اور مفرد طور پر اقامت کو اذان کہا گیا ہو.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" شارحین کہتے ہیں کہ یہ اغلبیت کے اعتبار سے ہے جس طرح وہ سورج اور چاند کو قمرین کا نام دیتے ہیں.... "

اور شیخ بکر ابو زید حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" کسی بھی صحیح اور صریح حدیث میں نہیں ملتا کہ اقامت سننے والا اقامت کا جواب دے جس طرح اذان سننے والے کو اذان کا جواب دینا ہوتا ہے، اور مؤذن کی اذان کا جواب دینے والی عمومی احادیث میں اس کو شامل ہونا مسلّم نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلی تعلیم صرف اذان کے جواب پر منطبق ہو گی " انتہی

دیکھیں: تصحیح الدعاء (394) اور مزید آپ سامی بن فراج الحازمی کی کتاب " احکام الاذان و النداء و الاقامۃ " (441 ـ 443) کا بھی مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .